

ساحلی علاقوں میں غیر مسلموں کو اسلامی مساوات اور شریعہ کے ساتھ سلوک سے متاثر کر کے انہیں مسلمان بناتے۔ فاضل مصنف نے مشائخ کرام اور صوفیاء کی تبلیغی جدوجہد کا بہت اجمالی ذکر کیا ہے، لیکن اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ صوفیاء کے فیوض و برکات کا ذکر ہونا چاہیے تھا۔

فاضل مصنف نے ایک حقیقت نگار مسلم مورخ کی حیثیت سے اس پر اظہارِ افسوس کیا ہے کہ محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ اگر عرب فاتحین کے قدم ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں بھی پہنچتے تو نہ صرف سارا ہندوستان ضیاء اسلام سے جگمگا اٹھتا بلکہ اس سرزمین کا رنگ ہی اور ہوتا اور آج ہندوستان کی زبان بھی طرابلس، ٹیونس، الجزائر اور مراکش کی طرح عربی ہوتی عرب فاتحین دین اسلام کے ساتھ عربی زبان کی بھی اشاعت کرتے تھے اور ان کے ہاتھوں پر جو قومیں اسلام قبول کرتی تھیں انہیں مقامی لسانی امتیازات و اختلافات کو مٹا کر ایک بین الملتی اسلامی زبان بھی عطا کرتے تھے۔

فاضل مصنف نے ایک دوسری تلخ حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ سندھ کے علاوہ ہ۔۔۔ مان کے دوسرے علاقوں کو نو مسلم مغل و ترک نژاد فاتحین نے فتح کیا۔ جنہیں ملک گیری اور اپنی فتوحات کے دائرہ کو وسیع کرنے کی جس قدر فکر تھی اتنا اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا جذبہ نہ تھا بلکہ بعض تو اسلامی احکام کی مطلق پروا بھی نہیں کرتے تھے۔ جنگ و صلح کے اسلامی احکام و طریق سے بھی یہ واقف نہیں ہوتے تھے۔ انہیں اپنی فتوحات اور توسیع مملکت سے غرض ہوتی تھی۔

اسلام کا شفاف سرچشمہ ترکستان و افغانستان سے گزرتا ہوا جب سرزمین ہند میں داخل ہوا تو یہ گندلا اور نا صاف ہو چکا تھا اور اپنی گذرگاہوں کے بہت سے حس و خاشاک بھی اپنے ساتھ بہا لایا۔

ہندوستان میں اسلامی دعوت کی گوجالی تاریخ زبان کی گئی ہے مگر قافلہ اسلام کو جہاں جہاں شدید مقابلہ کرنا پڑا ہے وہاں مصنف کا قلم شرح و بسط کے ساتھ گہرا بار ہوا ہے۔ عہد اکبری کے فتنہ دینی کا مفصل ذکر کر کے علماءِ سود کی جو اس سلسلہ میں تائید ہوتی تھی اس کی پردہ دری کی ہے۔ پھر

جہانگیر کے عہد میں جب عہد اکبری کے اس فتنہ دین کے اثرات شدت کے ساتھ محسوس ہونے لگے تو حضرت اجور مجدد الف ثانیؒ کی مساعی اور اصلاح کا نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے جس سے مصنف موصوف کی قرآن و سنت کے اتباع کا ولولہ اور خوشبو آتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس نزہت کی بدعتوں، مشرکانہ رسوم، دربار شاہی میں مشرکانہ تعظیم اور غیر اسلامی آداب کے خلاف جو نعرہ حق بلند کیا ان تمام امور کی واضح نشان دہی کی گئی ہے۔ اس کے بعد ازنگاہ عالمگیر کی دینداری، تقویٰ، طہارت اور پاکیزہ زندگی کے ساتھ حسن تدبیر، اعلیٰ سیاست، بے مثال شجاعت اور اس کی دینی اصلاحات کا خصوصی ذکر کیا ہے۔ بادشاہوں کے ذکر کے باب میں جس باڈشاہ میں دینی حرارت اور سنت نبوی کے اتباع کی تپش محسوس کی ہے اس کو ذکر کیا ہے، اکبر سے مہندو مورخین خوش ہیں اور عالمگیر سے بہت خفا ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اسکی وجہ بھی وہی اول الذکر کی بے دینی اور اسلام دشمنی اور مورخہ الذکر کی اسلام دوستی اور اس کا جذبہ تبلیغ دین و تعمیل احکام الہی ہے۔ عہد جہانگیری کے علماء میں مولانا عبدالحق محدث دہلوی کا ذکر خصوصی طور پر ہوا ہے کہ انہی کی ذات گرامی نے پہلی مرتبہ ہندوستان کے عربی مدرسوں میں قرآن و سنت کی تدریس و تعلیم کی طرح ڈالی۔

مصنف کا قلم عہد بعد حالات کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اصلاحی جدوجہد اور ان کے فیوض و برکات اور ان کی بے بہا تصنیفات، جیسے حجۃ اللہ بالغرہ، ازالۃ الخفاء، مسویٰ و مصفیٰ شرح موطا کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح ان کتابوں کے ذریعے قوم کی اجتماعی، تعلیمی اور دینی اصلاح کی کوشش کی، اور آج کوئی عالم دین ایسا نہیں جو کسی نہ کسی طرح حضرت شاہ صاحب کے فیوض علمی و دینی سے بہرہ مند نہ ہوا ہو۔ اس کے بعد شاہ صاحب کے چاروں فرزندان گرامی شاہ عبدالغفر، شاہ رفیع الدین صاحب، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب، حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کی دینی و علمی خدمات اور تصنیفات کا ذکر جمیل ہے پھر حضرت شاہ عبدالغنیؒ کے فرزندان مجتہد حضرت شاہ اسماعیل شہید اور حضرت سید احمد شہیدؒ کے بریلوی

کے جہاد اور اقامت دین کی جدوجہد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر اسلامی تاریخ کے اس المیہ کا ذکر ہے جسے شہید بالاکوٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بالاکوٹ میں ان دونوں علماء ربانین اور دوسرے مجاہدین کی شہادت اور بالاکوٹ میں طبعی اسباب بیان کیے ہیں کہ دنیا کی خاطر نام نہاد مسلمانوں نے کس طرح سکھوں سے سازش کر کے مصلحین و مجاہدین کی جماعت کو تباہ کیا۔

حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید کی بظاہر ناکامی بھی اپنے اثرات اور تلخ کے لحاظ سے ناکامی نہیں کہی جاسکتی کہ اصلاح و تجدید دین کے متوالوں نے اپنے خون سے کشت دین کو جو ایک مرتبہ سینچا تھا آج بھی ہندوستان کے مختلف سبزہ زاروں میں اتیارح سنت اور احیاء دین کے پھول کھلتے چلتے جاتے ہیں۔

۱۸۵۷ء میں انگریزی اقتدار سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کی ناکامی کے بعد جب ہندوستان پر انگریزوں کا اقتدار و تسلط مکمل ہو گیا اور مسلمانوں کا مستقبل بظاہر تاریک ہو گیا تو علماء نے ایک طرف دین کی حفاظت کی خاطر دارالعلوم دیوبند کی ۱۸۶۳ء میں بنیاد ڈالی، تو دوسری طرف اس کے دس سال بعد سر سید احمد خاں نے حاکموں کی غلط فہمی دور کرنے اور مسلمانوں کو انگریزوں اور انگریزی حکومت سے قریب کرنے کے لیے مدرستہ العلوم علی گڑھ کی بنیاد رکھی۔ اس ذکر کے بعد دونوں مدرسہ فکر کا تجزیہ کرتے ہوئے سر سید احمد خاں کی تحریف دین اور مستلمات دینی کے انکار کو بیان کیا ہے۔

پھر ان مختلف الفکر تعلیم گاہوں کے سند یافتہ افراد جوں جوں بڑھتے گئے، دینداروں اور دنیا داروں یا قدامت پسندوں اور تجدید و نوآزوں کے درمیان کشمکش تیز ہوتی گئی۔ اور مسلم قوم کے درمیان نظری و فکری اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی گئی۔ تا آنکہ قوم کے مختلف گروہوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور جدید و قدیم کی کشمکش کو ختم کرنے کے لیے ملک کے دردمند علماء و اصحابِ رائے و بصیرت نے ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی اور اس کے ماتحت دارالعلوم قائم کیا جس کے نصب العین میں مسلمانوں کے مختلف گروہوں اور اسلامی فرقوں کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم کرنا شامل تھا۔ ندوۃ العلماء کے مقاصد کے ذکر کے بعد ندوی علماء کی خدمات کا اجمالی ذکر ہے۔ — قدیم مدرسوں کے طریق تعلیم اور نصاب پر

تنقید کی گئی ہے۔ علومِ یونان کے ساتھ عربی مدرسوں کی والہانہ شہینگی اور متاخرین فقہاء کی کتابوں کے ساتھ دینی وابستگی اور قرآن و سنت کی تعلیم سے غفلت پر شدید نکتہ چینی کی ہے جو بہتوں کو ناگوار ہوگی۔

تحریکِ خلافت کا پس منظر بیان کرنے کے بعد مسلمانانِ ہند کے جوش و خروش کی انسر وگی اور اختلاف کی تحلیل اور اس کے بعد مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کا ذکر ہے۔ کتاب کے تقریباً نصف سے کچھ کم صفحات پر جماعت اسلامی کی اقامتِ دین کی جدوجہد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جماعت اسلامی کے مقاصد، طریق کار اور مطبوعات کا ذکر ہے۔ فاضل مصنف چونکہ جماعت اسلامی کے رہنماؤں میں سے ہیں اس لیے زیرِ نظر کتاب مختصر ہونے کے باوجود جماعت اسلامی کے تعارف کے باب میں مفصل اور مبسوط ہے اور بلا و عربیہ میں اس جماعت کے لیے ایک حد تک کافی ہے۔

المبتدئۃ اسلامی دعوت کی تاریخ کے ذکر کے باب میں فاضل مصنف کی ایک بھول چوک کھٹکتی ہے یعنی اس میں نظام الدین لہستانی دہلی کی جماعت تبلیغ کا ذکر نہیں ہے۔ شاید مصنف کی جامع و مفصل کتاب زیرِ طبع میں اس کا ذکر ہو یا اس کا ذکر اس بنا پر قلم انداز کر دیا گیا کہ اس کی جدوجہد خالص دینی نظام کو قائم کرنے کے بجائے سلسلہ تصوف کی ایک کڑی سمجھی گئی کہ اس کا دائرہ بہت محدود اور اس کا تعلق دین کے ارکانِ خمسہ میں سے صرف نصیح کلمہ اور اقامتِ صلوٰۃ سے ہے۔ اور دوسری اسلامی تعلیمات کو واضح طور پر پیش کرنے کے بجائے استعاروں اور کنایوں میں پیش کرتی ہے، یا کوئی اور وجہ ہو لیکن میرے نزدیک تبلیغی جماعت کی ابتدائی جدوجہد کے متعلق مذکورہ بالا خیال ممکن ہے صحیح ہو جبکہ اس کا میدانِ عمل دہلی کے گرد و نواح اور میوات کا علاقہ تھا۔ لیکن ۱۹۳۹ء کے بعد حیدرآباد سے رائے بریلی کے حسنی سادات کے ایک خاندان کے گل سرسبد کا اس سے تعلق ہو سکتا ہے تبلیغ کی شان بدل گئی ہے۔ اس روشن ضمیر فاضل روزگار نے اپنی تمام قدرتی صلاحیتوں، توانائیوں اور جان نزار کو تبلیغِ دین کے لیے وقف کر دیا ہے، اور اس مردِ مجاہد کے قلمِ سنگتہ نگار اور زبان شیریں بیان نے اسلام کی تعلیمات کو عرب و عجم میں پیش کیا ہے۔ عصرِ حاضر کے موثر اسلوب بیان سے ثابت کیا ہے کہ اسلام تمام اجتماعی لئے میری مراد صدیقِ مکرم مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی کی ذات ہے۔

بیماریوں کی دوا اور اخلاقی امراض کی شفا ہے، پیش کرنے والے کے علم و تقویٰ اور تلہیت کے ساتھ ستھری اور موثر زبان و دلکش اسلوب ادا کا ہر ملک میں عوام و خواص پر گہرا اثر ہوا ہے۔ مصر و حجاز میں اس کے اثرات محسوس کیے گئے۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ آئندہ اڈیشن میں اس کمی کی تلافی ہو جائے گی۔

پوری کتاب وسیع مطالعہ کی غماز اور قرآن و سنت کی محبت کی آئینہ دار ہے۔ کتاب کی زبان اور طرز نگارش کے متعلق کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ علامہ محمد البشیر الابراہیمی الجزائری سے جب میری ملاقات ہوئی تو عربی زبان کے ادباء ہند پر گفتگو کے سلسلہ میں انہوں نے فرمایا: "مسعود الندوی اصحہم لغةً و اتقنہم فی العربیۃ" "مسعود ندوی صحبت لغت اور عربیت میں بختگی کے اعتبار سے سب سے بہتر ہیں۔"

مولانا مودودی صاحب کا بیان

جو اس اشاعت میں دیا جا رہا ہے پمفلٹ کی شکل میں بھی شائع کر دیا گیا ہے

مضامین	قیمت	سینکڑہ
۵۴ صفحات	۱۶ روپے	۲۲ روپے

شائع کردہ

مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی پاکستان

اچھرہ - لاہور

ترجمان القرآن کی اچھسی کی شرائط

- کم از کم چار رسالے منگوانے ضروری ہیں
- پچاس رسالوں تک ہر ۲۵ کیش
- سو اور پچاس کے درمیان ہر ۳۰
- سو سالوں پر ہر ۳۳
- ہر ماہ رسالے دی۔ پی کے ذریعہ بھیجے جاتے ہیں

یا

بھر پیشگی قسم آنی ضروری ہے۔

ایجنٹ حضرات ہر ماہ کی ۲۵ تاریخ تک اپنی فرمائش تحریر فرمائیں۔ اس کے بعد کی بیشی نہ ہر کے گی معمولی ہر ماہ خریدنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضروریں۔ (مختصر ترجمان)

ماہنامہ زندگی - راپور

- بھارت میں اپنی فوریہ کا واحد ماہنامہ
- موجودہ دور کی رہنمائی کتاب و سنت کی روشنی میں کرتا ہے۔
- حیرت ماضی کے پیچیدہ مسائل کا مناسب اور متوازن حل پیش کرتا ہے۔
- اقامت دین کی ترجمانی کا فرض انجام دیتا ہے
- باطل کے ہر گہر تسلط کے خلاف اعلائے کلمۃ اللہ کی طرف ذہنوں کی رہنمائی کرتا ہے
- ہر سالانہ پانچ روپے - فی پرچہ آٹھ آنے

ایجنٹ حضرات شرائط اچھسی طلب کریں۔ پاکستانی حضرات اپنی رقم مکتبہ چراغ راہ کراچی میں جمع فرما کر ریڈیو فرزندگی بھیج دیں۔

(مختصر) ماہنامہ زندگی راپور دی۔ پی